انک لعلیٰ خلق عظیم

ڈاکٹر آصف قدوائی

قرآن پاک، اسلام کے احکام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے جو تعلیمات انسانوں کو پہنچائی گئیں، ان کا مجموعہ ہے۔ بحیثیت ایک عملی پیغمبر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارک درحقیقت قرآنِ پاک کی عملی تفسیر ہے۔

جو حکم آپؐ پر اتارا گیا، آپؐ نے خود اس کو کر کے بتایا۔ ایمان، توحید، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقہ، خیرات، جہاد، ایثار، قربانی، عزم، استقلال، صبر، شکر، ان کے علاوہ حسنِ عمل وحسنِ خلق کی باتیں، جس قدر آپؐ نے فرمائیں، ان کے لیے سب سے پہلے آپؐ نے اپنا ہی نمونہ پیش فرمایا۔ جو کچھ قرآن میں تھا، وہ سب مجسم ہو کر آپؐ کی زندگی میں نظر آیا۔ (سیّد سلیمان ندویؒ)

جامعیت اور عملیت

اسلامی اخلاقیات کی ایک خوبی جو اسے دوسرے مکاتیبِ اخلاق پر فوقیت دیتی ہے، اس کے معلم کا وہ عظیم الشان اسلوبِ تعلیم ہے، جس کی مثال تاریخ کو لاکھ کھنگالیے کہیں نہیں ملتی۔ آپؐ نے قول کے ساتھ عمل کو اتنے مکمل طریقہ پر ملا لیا تھا کہ آپؐ کی ذات مبارک قرآنِ مجید کی جیتی جاگتی، زندہ و تابندہ تفسیر بن گئی تھی۔

پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت میں ہم کو ایک بے مثال جامعیت ملتی ہے۔ آپؐ کی سیرت سے زندگی کے تمام پہلو ابھرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آپؐ کی زندگی میں ظلم کے پہاڑ بھی ٹوٹے، مصیبتوں اور آزمائشوں کی آندھیاں بھی آئیں۔ ناکامیوں کا اندھیرا بھی چھایا، اور فتح مندی اور کامرانی کے شادیانے بھی بجے۔ قوت و حکومت کے پرچم بھی لہرائے اور مسرتوں کے پھول بھی کھلے۔ آپؐ نے دوستی بھی برت کر دکھائی اور دشمنی بھی، جنگیں بھی لڑیں اور صلح و آشتی کے عہد نامے بھی کیے۔ دن دن بھر روزے رکھے اور رات رات بھر نمازیں بھی پڑھیں، اور ملی اور سیاسی گتھیاں بھی سلجھائیں۔ غارِ حرا میں خلوت نشین اور ماہِ رمضان میں معتکف بھی

رہے‘ اور خانگی زندگی کا لطف بھی اٹھایا۔ دینِ پاک کے سب سے بڑے مبلغ ‘ ھادی اور رہبر کا فرض بھی انجام دیا‘ اور مسلمانوں کی آزاد ریاست کی داغ بیل بھی ڈالی۔

نرمی اور سختی کے مواقع اور محل کو بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوب پہچانتے تھے۔ جہاں حدودِ الٰہی کے ٹوٹنے کا سوال ہوتا تھا‘ وہاں آپؐ سختی کرنے میں تامل نہ فرماتے تھے۔ اور جہاں مستحبات اور اخلاقی فضائل اور رذائل ہی سے تعلق ہوتا تھا‘ وہاں آپؐ نرمی سے کام لیتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے کبھی اپنی ذات کے لیے کسی سے بدلہ نہیں لیا‘ مگر جو کوئی شریعت کی حد توڑتا تھا اسے سزا دیتے تھے۔

ایک بار قریش کی ایک خاتون چوری کے الزام میں پکڑی گئیں۔ بعض عزیز ترین صحابہ نے ان کی سفارش کرنا چاہی‘ تو آپؐ نے ان کی نہ سنی‘ اور فرمایا: تم سے پہلے کی قومیں اس لیے تباہ ہوئیں کہ جب ان میں معمولی لوگ گناہ کرتے تھے تو ان کو سزا دی جاتی تھی‘ اور جب بڑے لوگ کرتے تھے‘ تو ان کا جرم نظرانداز کر دیا جاتا تھا۔ اسی موقع پر یہ بھی فرمایا: خدا کی قسم اگر میری بیٹی بھی کبھی یہ جرم کرے تو میں اللہ کے قانون کے مطابق اس کا ہاتھ کاٹ ڈالوں گا۔

اسی طرح نرمی کی ایک مثال یہ ہے کہ ایک دفعہ مسجد نبوی میں ایک بدوی آیا۔ اتفاق سے اسے پیشاب کی حاجت ہوئی‘ تو وہ وہیں مسجد کے صحن میں پیشاب کرنے لگا۔ صحابہ نے یہ دیکھ کر چاروں طرف سے اسے ڈانٹنا شروع کیا۔ مگر آپؐ نے روکا‘ اور فرمایا کہ تم سختی کے لیے نہیں‘ بلکہ نرمی کے لیے بھیجے گئے ہو۔ اس کے بعد اس بدوی کو بلا کر سمجھایا کہ یہ مساجد عبادت کے گھر ہیں‘ یہاں نماز پڑھی جاتی ہے‘ یہ پیشاب پاخانہ کی جگہ نہیں ہے۔ اور لوگوں سے فرمایا کہ اس پر پانی بہا دو۔

اپنوں کی گواہی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی بابت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا‘ تو انہوں نے ساری داستان ایک جملہ میں کہہ دی۔ انہوں نے کہا:

آپؐ کا اخلاق من و عن قرآن تھا۔

ایک اور موقع پر آپؓ نے ذرا تفصیل سے بتایا:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کسی کو برا کہنے کی نہ تھی۔ آپؐ برائی کرنے والے کے ساتھ بھی برائی نہیں کرتے تھے بلکہ اسے معاف کر دیتے تھے۔ جب آپؐ کو کسی دو باتوں میں اختیار دیا جاتا تھا تو ان میں جو آسان ہوتی اسے اختیار کرتے تھے‘

بشرطیکہ اس میں کوئی گناہ کا شائبہ نہ ہو' کیونکہ گناہ سے آپؐ بہت دور رہتے تھے کبھی اپنے ذاتی معاملہ میں انتقام نہیں لیا' لیکن جو احکامِ الٰہی کی خلاف ورزی کرتا اس سے خدا خود انتقام لیتا تھا' (یعنی احکامِ ربانی کے مطابق آپؐ اس کی سزا مقرر کرتے تھے)۔

آپؐ نے نام لے کر کبھی کسی مسلمان پر لعنت نہیں کی۔ اور کسی غلام یا لونڈی یا کسی عورت یا خادم یا جانور کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا' آپؐ کسی کی درخواست رد نہیں فرماتے تھے' بشرطیکہ وہ ناجائز نہ ہو۔

آپؐ جب گھر تشریف لاتے تو مسکراتے ہوئے آتے۔ دوستوں میں بھی پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھتے تھے۔ باتیں اس طرح ٹھہر ٹھہر کر کرتے تھے کہ کوئی یاد رکھنا چاہے تو رکھ سکے۔

حضرت علی مرتضیٰؓ آغازِ نبوت سے لے کر وفات تک برابر آپؐ کے ساتھ رہے تھے۔ ان سے حضرت امام حسینؓ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کہا:

آپؐ خندہ جبیں و نرم خو تھے' سخت مزاج اور سنگدل نہ تھے۔ نہ شوروغل کرتے تھے' نہ کوئی برا کلمہ منہ سے نکالتے تھے' نہ عیب جو اور سخت گیر تھے۔ کوئی بات ناپسند ہوتی تو اغماض فرماتے تھے۔

آپؐ نے اپنے نفس سے یہ تین باتیں بالکل خارج کر دی تھیں: (۱) بحث و مباحثہ (۲) بے ضرورت باتیں کرنا (۳) بے مطلب کسی کی بات میں پڑنا۔

دوسروں کے متعلق بھی تین باتوں سے پرہیز کرتے تھے: (۱) کسی کو برا نہیں کہتے تھے (۲) کسی کی عیب گیری نہیں کرتے تھے (۳) کسی کی ٹوہ میں نہیں لگتے تھے۔

دوسروں کے منہ سے اپنی تعریف سننا پسند نہیں کرتے تھے۔

نہایت فیاض' نہایت راست گو' نہایت نرم طبع اور نہایت خوش صحبت تھے۔ اگر کوئی دفعتہً سامنے آ جاتا تو مرعوب ہو جاتا تھا' لیکن جیسے جیسے آشنا ہو جاتا آپؐ سے محبت کرنے لگتا۔ (شمائل ترمذیؒ)

ہند بن ابی ہالہ گویا آپؐ کی آغوش کے پروردہ تھے' انکا بیان ہے کہ:

آپؐ نرم خو تھے' سخت مزاج نہ تھے۔ کسی کی توہین روا نہیں رکھتے تھے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اظہار شکر فرماتے تھے۔ کسی چیز کو برا نہیں کہتے تھے۔ کھانا جس قسم کا سامنے

آتا تناول فرماتے تھے' اور اس کو برا نہ کہتے۔ اگر کوئی کسی امرِ حق کی مخالفت کرتا تو آپؐ کو غصہ آ جاتا' مگر اپنے ذاتی معاملہ میں کبھی آپؐ کو غصہ نہیں آیا نہ کسی سے انتقام لیا۔ (شمائل ترمذی)

حضرت انسؓ جو خادم خاص تھے کہتے ہیں :

میں نے دس برس تک آپؐ کی خدمت کی' مگر آپؐ نے کبھی کسی معاملہ میں باز پرس نہیں فرمائی۔ (مسلم)

مالک بن حویرثؓ جو بیس دن تک آپؐ کی صحبت میں رہے' کہتے ہیں کہ :

آپؐ رحم دل اور رقیق القلب تھے (بخاری)۔

حجتہ الاسلام امام غزالی "کیمیائے سعادت" میں تحریر فرماتے ہیں :

آپؐ مویشیوں کو خود چارہ ڈال دیتے' گھر میں جھاڑو دے لیتے' بکری دوہ لیتے' خادموں کو ان کے کاموں میں مدد دیتے' انکے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا لیتے' بازار سے سودا خرید لاتے۔

ادنیٰ واعلیٰ کو پہلے خود سلام کرتے' کوئی ساتھ ہو لیتا تو اس کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر چلتے' غلام و آقا' حبشی و ترک میں فرق نہ کرتے۔ رات دن کا لباس ایک ہی رکھتے۔ کیسا ہی حقیر شخص دعوت دیتا فوراً قبول فرما لیتے۔ جو کھانا سامنے رکھ دیا جاتا رغبت سے کھا لیتے۔ رات کے کھانے سے صبح کے لیے اور صبح کے کھانے سے رات کے لیے اٹھا نہ رکھتے۔ نیک مزاج' نرم خو' کشادہ دل اور خندہ جبیں تھے' مگر زور سے نہیں ہنستے تھے۔ اندوہ گین تھے' مگر ترش رو نہ تھے۔ سخی تھے' مگر فضول خرچ نہ تھے۔

اور حکیم الامت شاہ ولی اللہؒ نے لکھا ہے :

وہ کنبہ والوں اور خادموں پر بہت زیادہ مہربان تھے۔ زبان مبارک پر کبھی کوئی گندی بات یا گالی نہیں آئی۔ کسی پر لعنت نہیں کرتے تھے۔ دوسروں کی ایذا رسانی پر صبر فرماتے تھے۔ کنبہ کی اصلاح اور قوم کی درستی پر بہت توجہ فرماتے تھے۔ ہر شخص اور ہر چیز کی قدرومنزلت سے آگاہ تھے۔ آسمانی بادشاہت پر ہمیشہ نظر جمائے رہتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

صحیح بخاری میں ہے :

آپؐ اطاعت شعاروں کو بشارت سنانے والے' گناہ گاروں کو ڈرانے والے اور بے

خبروں کو ہوشیار کرنے والے' خدا کے بندے اور رسول تھے' تمام معاملات اللہ پر چھوڑنے والے تھے۔ نہ درشت خو تھے' نہ سخت گو۔ بدی کے بدلے میں بدی نہ کرتے تھے۔ معافی مانگنے والوں کو معاف فرما دیتے تھے' اور گناہ گاروں کو بخش دیتے تھے۔ ان کا کام مذاہب کی کجیوں کو مٹانا تھا۔ ان کی تعلیم اندھوں کو آنکھیں اور بہروں کو کان عطا کرتی تھی۔ آپؐ تمام خوبیوں سے آراستہ جامع اوصافِ حمیدہ تھے۔ سکینت ان کا لباس' نیکی ان کا شعار' تقویٰ ان کا ضمیر' حکمت ان کا کلام' عدل ان کی سیرت' راستی ان کی شریعت اور ہدایت ان کی رہنما تھی۔ آپؐ ذلت دور کرنے والے' گمناموں کو رفعت بخشنے والے' مجہولوں کو طاقت دینے والے' قلت کو کثرت اور تنگ دستی کو غنا سے بدلنے والے تھے۔

اغیار کی گواہی

مشہور انگریز ادیب' ٹامس کارلائل (*Thomas Carlyle*) نے لکھا ہے:

آپؐ کا گھربار معمولی اور کمترلوگوں کے طرز کا تھا' اور آپؐ کی عام غذا جو کی روٹی اور پانی۔ اکثر آپؐ کے چولھے میں مہینوں آگ نہیں روشن ہوتی تھی۔ آپؐ کے سیرت نگار فخریہ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ اپنے ہاتھ سے جوتے گانٹھ لیتے اور کپڑوں میں پیوند لگا لیا کرتے تھے۔ کسی طرہ دار شہنشاہ کی اتنی اطاعت نہیں کی گئی جتنی کہ اس شخص کی' اس کے اپنے ہاتھ کی سی ہوئی عبا میں' ہوتی تھی۔

اور رومیوں کے انحطاط و زوال کا شہرۂ آفاق مؤرخ' ایڈورڈ گبن (*Edward Gibbon*) لکھتا ہے:

اپنی دنیوی طاقت کے عروج پر بھی محمدؐ کی شرافتِ نفس نے شاہانہ تزک و احتشام روا نہ رکھا۔ خدا کا پیغمبر گھر کے ادنیٰ کام اپنے ہاتھ سے کرتا تھا۔ آگ روشن کرتا تھا' جھاڑو دیتا تھا' بھیڑوں کا دودھ دوہتا تھا' اور اپنے کمبل اور جوتوں کی خود مرمت کر لیا کرتا تھا۔ تارک الدنیا راہبوں کے مجاہدوں سے نفرت کرتے ہوئے آپؐ بلا تصنع و تکلف ایک عرب اور سپاہی کی طرح سادہ غذا استعمال فرماتے تھے۔ خاص خاص مواقع پر آپؐ صحابہؓ کی دل کھول کر ضیافت کرتے تھے مگر نجی زندگی میں آپؐ کے گھر میں ہفتوں چولہا نہیں جلتا تھا۔

فرانسیسی مؤرخ پروفیسر سیڈیو (*Prof. Sedillot*) نے اخلاق و عاداتِ نبویؐ کا ذکر کرتے'

ہوئے یہ رائے ظاہر کی ہے :

آپؐ خندہ رو، ملنسار، اکثر خاموش رہنے والے، بکثرت ذکرِ خدا کرنے والے، لغو اور بیہودہ باتوں سے نفرت کرنے والے، بہترین رائے رکھنے والے تھے ... آپؐ نہایت منصف مزاج تھے۔ مسکینوں سے محبت کرتے تھے، غریبوں میں رہ کر خوش ہوتے تھے، تنگ دست کو اس کی تنگ دستی کی وجہ سے نہ تو حقیر اور نہ بادشاہوں کو ان کی بادشاہت کی بنا پر برتر سمجھتے تھے۔

قرآن مجید کے انگریز مترجم اور مفسر مارماڈیوک پکتھال (Marma Duke Pickthall) نے یہ الفاظ لکھے ہیں :

عرب پر حکمران ہو جانے کے بعد بھی آپؐ اپنے پیروؤں سے برادرانہ انداز سے ملتے رہے، آپؐ کو نقیبوں اور پہرہ داروں کی ضرورت نہ تھی، اپنے لوگوں میں سادگی اور آزادی سے گھومتے پھرتے تھے، ایک رہنما کی حیثیت سے، ایک مصلح کی حیثیت سے، اور ایک آزمائے ہوئے دوست کی حیثیت سے۔

جرمن مصنف گستاف وائل (Gustav Weil) نے لکھا ہے :

محمدؐ اپنی قوم میں ایک روشن مثال تھے۔ آپؐ کا کردار پاک اور بے داغ تھا۔ لباس اور غذا میں ایک انوکھی سادگی تھی۔ مزاج میں اتنی سادگی اور بے تکلفی تھی کہ اپنے ساتھیوں سے کوئی خاص تعظیم و تکریم قبول نہیں فرماتے تھے، اور اپنے غلام سے کوئی ایسی خدمت نہ لیتے تھے جو خود انجام دے سکتے۔ آئے دن آپؐ بازاروں میں سودا خریدتے، اور گھر میں کپڑوں میں پیوند لگاتے، اور بکری دوہتے نظر آتے تھے۔ ہر وقت ہر شخص کی آپؐ تک رسائی ہو سکتی تھی۔ بیماروں کی عیادت کرتے تھے، اور ہر ایک سے ہمدردی رکھتے تھے۔ آپؐ کی سخاوت اور خیروخیرات کی کوئی حد نہ تھی باوجود ان بے اندازہ تحائف کے جن کی آپؐ پر ہر وقت بارش ہوا کرتی تھی آپؐ نے نہایت مختصر ترکہ چھوڑا اور وہ بھی بیت المال کو ہبہ فرما گئے تھے۔

اور واشنگٹن ارونگ (Washington Irving) کا یہ بیان ہے :

اپنے انتہائی قوتِ اقتدار کے دور میں بھی، آپؐ نے وضع قطع، اور اخلاق و عادات میں وہی سادگی قائم رکھی جو پریشانی اور بے طاقتی کے زمانہ میں آپؐ کا وصف رہی تھی۔ شاہانہ کروفر تو بڑی بات ہے، اگر کسی مجلس میں آپؐ کے ساتھ کچھ خصوصیت کا برتاؤ

کیا جاتا تو وہ بھی آپؐ کو بہت ناگوار ہوتا تھا۔

اس طرح کی شہادتیں اور بیانات کہاں تک نقل کیے جائیں ان کا سلسلہ لامتناہی ہے۔

اخلاقِ عالی

پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق اور پاکیزہ اوصاف کا کچھ اندازہ ذیل کے واقعات سے لگایا جا سکتا ہے۔

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرنے آیا۔ آپؐ کو اطلاع ہوئی تو فرمایا "اگرچہ وہ اپنے قبیلہ کا اچھا آدمی نہیں ہے مگر آنے دو۔" وہ آیا تو آپؐ نے نرمی سے گفتگو کی۔ اس پر حضرت عائشہؓ کو تعجب ہوا اور اس کے واپس جانے کے بعد انہوں نے آپؐ سے دریافت کیا "آپؐ تو اسے اچھا آدمی نہیں سمجھتے تھے پھر اتنی شگفتہ مزاجی سے کیوں باتیں کیں۔" آپؐ نے جواب دیا'

خدا کے نزدیک وہ آدمی سب سے برا ہے جس کی بدزبانی کے باعث لوگ اس سے ملنا چھوڑ دیں۔

اپنی غیر معمولی فیاضی اور دریا دلی کی وجہ سے آپ اکثر مقروض رہا کرتے تھے۔ مدینہ میں آپؐ وقتاً فوقتاً یہودیوں سے قرض لیا کرتے تھے۔ اگر کبھی ادائیگی میں دیر ہو جاتی تو وہ سختی سے تقاضہ کرتے تھے۔ آپؐ ان کی بدمزاجی خندہ پیشانی سے برداشت کر لیا کرتے تھے۔

ایک دن ایک بدّو گوشت بیچ رہا تھا۔ آپؐ نے اس بھروسے پر کہ گھر میں کھجوریں رکھی ہیں' کچھ کھجوروں کے عوض میں گوشت چکا لیا۔ لیکن گھر پہنچ کر معلوم ہوا کہ کھجوریں ختم ہو چکی ہیں چنانچہ آپؐ نے باہر آ کر بدو سے فرما دیا "اتفاق سے میرے یہاں اس وقت کھجوریں نہیں ہیں' تم اپنا گوشت واپس لے لو۔" اس نے شور کرنا شروع کر دیا "ہائے بددیانتی۔" صحابہؓ نے بہتیرا سمجھایا کہ "بھلا اللہ کے رسول بددیانتی کریں گے۔" مگر وہ نہ مانا' اور اپنی بات کہے گیا۔ صحابہؓ کو یہ برا لگا اور انہوں نے ڈانٹ کر اسے خاموش کرنا چاہا مگر آپؐ نے انہیں روک دیا "اسے کہنے دو' اس کا حق ہے۔" آخر آپؐ نے ایک انصاریہ کے یہاں سے کھجوریں منگوا کر گوشت کی قیمت ادا کی۔

آپؐ کی خدمت میں ایک بار ایک سائل حاضر ہوا' آپؐ نے اسے بٹھایا' پھر دوسرا' اور اس کے بعد تیسرا آیا۔ آپؐ نے ان سے بھی کہا "بیٹھو' میرے پاس تو اس وقت کچھ نہیں ہے' لیکن خدا دے گا تو تمہاری حاجت پوری کر دوں گا۔" اتنے میں کسی نے چار اوقیہ چاندی ہدیہ کی۔

آپؐ نے ایک ایک اوقیہ تینوں سائلوں میں تقسیم کر دی' اور چوتھی کی بابت اعلان کر دیا کہ جسے ضرورت ہو لے لے۔

مگر رات ہو گئی اور کوئی اس کا خواہش مند نہ ہوا۔ مجبوراً جب سونے کے لیے لیٹے تو اسے سرہانے رکھ لیا مگر نیند نہ آئی' بار بار اٹھتے اور نماز پڑھنے لگتے۔ حضرت عائشہؓ نے یہ دیکھا تو انہیں تشویش ہوئی۔ انہوں نے پوچھ "کیا کچھ طبیعت ناساز ہے ؟" آپؐ نے فرمایا "نہیں۔" انہوں نے کہا "پھر آپؐ اس قدر بے چین کیوں ہیں؟" تو آپؐ نے سرہانے سے چاندی نکال کر دکھائی' اور فرمایا "اس نے مجھے بے چین کر رکھا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں مجھے اس حال میں موت نہ آ جائے کہ یہ چاندی میرے پاس ہو۔"

حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول پاکؐ نے ان سے فرمایا "ابوذر' اگر احد کا پہاڑ میرے لیے سونا ہو جائے تب بھی میں یہ نہ پسند کروں گا کہ تین راتیں گزر جائیں اور میرے پاس ایک دینار بھر بھی رہ جائے' علاوہ اس کے کہ جو میں ادائیگی قرض کے لیے چھوڑ دوں۔"

بعض اوقات ایسا بھی کرتے تھے کہ کسی سے کوئی چیز مول لیتے تو قیمت ادا کرنے کے بعد وہی چیز اسے بطور ہدیہ عنایت فرما دیتے۔

کھانے پینے کی معمولی سے معمولی چیز کو بھی تنہا نوش نہ فرماتے تھے' جو لوگ بروقت موجود ہوتے ان کو ضرور شریک کر لیتے تھے۔

ایک بار آپؐ کہیں جا رہے تھے کہ ایک حاجت مند نے سوال کیا۔ آپؐ اس وقت بالکل خالی ہاتھ تھے' لیکن اسے رخصت نہیں کیا بلکہ ساتھ چلنے کو کہا کہ شاید راستہ میں کوئی صورت نکل آئے۔ حضرت عمر فاروقؓ بھی ہمراہ تھے۔ انہوں نے عرض کیا "آپؐ خود خالی ہاتھ ہیں' تو آپؐ پر کیا ذمہ داری ہو سکتی ہے۔" ایک اور صحابی وہیں موجود تھے' انہوں نے کہا "یا رسول اللہؐ آپؐ دیے جایئے۔ خدا آپؐ کو محتاج نہیں کرے گا۔" یہ بات آپؐ کو بہت پسند آئی۔

آپؐ اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ زہرہ سے بے انتہا محبت کرتے تھے۔ وہ تشریف لاتیں تو آپؐ فرط محبت سے کھڑے ہو جاتے اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیتے۔ تاہم ان کی تنگ دستی کا یہ عالم تھا کہ ان کے گھر میں کوئی خادمہ نہ تھی' اپنے ہاتھ سے چکی پیستیں اور خود ہی مشک میں پانی بھر لاتیں۔ چکی پیستے پیستے ان کا ہاتھوں میں گھٹے پڑ گئے تھے' اور مشکیزہ اٹھاتے اٹھاتے شانہ پر نیل ابھر آئے تھے۔ ایک غزوہ میں کچھ کنیزیں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں' تو انہیں خیال ہوا کہ اگر ایک

بقیہ صفحہ ۳۸